جہادِ پاکستان کا داعی، مجلّہ طالبان

مجلہ طالبان

جلد ۱۱، شمارہ ۱، رجب المرجب ۱۴۴۷ھ بمطابق جنوری ۲۰۲۶ء

مشائخ کانفرنس بمقابلہ اتحاد امت پاکستان





جہادِ پاکستان کا داعی، مجلّہ طالبان



جلد ۱۱، شمارہ ۱، رجب المرجب ۱۴۴۷ھ بمطابق جنوری ۲۰۲۶ء

حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کہ تم پر ایسے حکام ضرور آئیں گے جو بدترین لوگوں کو قریب کریں گے اور نماز کو ان کے اوقات سے لیٹ ادا کریں گے، تو تم میں سے جو ایسا دیکھے وہ ہرگز سراغ رساں یا فوجی افسر یا سپاہی، عامل یا منشی نہ بنے۔ (صحیح ابن حبان جلد 2 صفحہ 676)

فہرست

محترم قارئین کرام!

اپنے قیمتی مشوروں، آراء اور فکری ودینی تحریروں کے لیے درج ذیل ای میل اور ٹیلی گرام آئی ڈی پر رابطہ کریں۔

https://t.me/mujallah_T

mujallah@proton.me



تم ہنر آزماؤ ہم جگر آزمائیں

تیراہ میں جاری فوجی آپریشن اب محض ایک سکیورٹی اقدام نہیں بلکہ اعتراف، شکست اور مجاہدین کے مقابلے میں ناکامی کی کھلی دلیل ہے، واضح طور پر ناکامی کی قیمت عام اور بے گناہ عوام سے وصول کر کے اپنے سر سے بدنامی کا داغ مٹانے کی ناکام کوشش ہے۔ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ حکومت جب بھی مجاہدین کے مقابلے میں ناکام ہوئی تو اس نے اسی طرح کے آپریشنز کر کے عورتوں بچوں بوڑھوں کو تکلیف میں مبتلا کیا۔

ریاست اگر واقعی مضبوط ہوتی تو وہ کمزوروں پر اپنی طاقت نہ آزماتی۔ گھروں کی مسماری، جبری نقل مکانی، کاروبار اور تعلیم کی بندش ... یہ سب اس بات کا ثبوت ہیں کہ بندوق کا رخ اصل مسئلے کے بجائے آسان ہدف کی طرف موڑ دیا گیا ہے۔ اجتماعی سزا کسی بھی مہذب ریاست کا شیوہ نہیں، بلکہ یہ وہ ہتھیار ہے جو ناکام پالیسیوں کو چھپانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ کیسا انصاف ہے کہ مجاہدین کی موجودگی کا الزام پورے علاقے پر ڈال دیا جائے؟ کیا ریاست نے کبھی سنجیدگی سے یہ جاننے کی کوشش کی کہ مسئلے کی جڑ کہاں ہے؟ یا پھر ہر بار طاقت کا وہی پرانا نسخہ آزمالیا جاتا ہے جو ماضی میں بھی ناکام ہو چکا ہے؟ تاریخ چیخ چیخ کر بتا رہی ہے کہ ایسے آپریشنز نہ امن لاسکتے ہیں، اور نا ں ہی مجاہدین کو کمزور کیا جا سکتا ہے۔

ساری دنیا کو یہ بات معلوم ہے کہ مجاہدین عوامی علاقوں سے دور پہاڑوں کو اپنے مراکز بنا کر رکھتے ہیں جہاں پاکستانی فوج جانے کی نہ ہمت کرتی ہے نہ کر سکتی ہے۔

یہ بات جانتے بوجھتے عوام کو سخت سردی میں اذیت دینے کا مطلب حکومت کا اپنے جرائم کی فہرست میں اضافے کا علاوہ کچھ نہیں۔ یہ جرائم حکومت کی تباہی کے دنوں کو مزید مختصر کریں گے ان شاءاللہ...

ہم یہ بات بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس جبری نقل مکانی کا مقصد صرف لوگوں کو شدید ترین تکلیف دینا نہیں بلکہ اس کی ایک بھیانک تاریخ ہے جو ہمیشہ استعماری قوتیں لوگوں کی ثقافت و اخلاقیات تباہ کرنے کے لیے بھی جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی ہیں ...

لیکن حکومت ہمیشہ اس بات کو بھول جاتی ہے کہ یہ وہ قبائلی علاقے ہیں جن پر زور زبردستی سے کبھی بھی تسلط قائم نہیں کیا جاسکا، پچھلے تمام آپریشنز اس بات کے گواہ ہیں۔

اگر حکومت قبائلی علاقوں میں مسائل کا حل چاہتی ہے تو اس کا واحد حل لوگوں کے حقوق کی ادائیگی، آزادی اور اسلامی نظام کا نفاذ ہی واحد حل ہے۔

ورنہ پھر، تم ہنر آزماؤ ہم جگر آزمائیں!



پاکستانی فوج بمقابلہ بیت المقدس

غزہ کی روتی سسکتی گلیاں آج بھی دنیا بھر کے مسلمانوں کے ضمیر پر سوال بن کر کھڑی ہیں۔ ملبے میں دبی ہوئی معصوم لاشیں، ہسپتالوں کے ٹوٹے ہوئے دروازے، بھوک سے نڈھال بچوں کی سسکیاں اور اپنے ہی گھروں کے کھنڈرات پر بیٹھی بوڑھی مائیں یہ گواہی دے رہی ہیں کہ انسانی تہذیب نے شاید اپنی آخری سانسیں لے لی ہیں۔ ایسے عالم میں امریکہ کی چاہ پر امن فورس کے قیام کا اعلان کیا ہے، جو بظاہر تو امید کی نئی کرن ہے، مگر اس کے پیچھے بہت سے سوال، بہت سے خدشات اور بھاری بادل بھی موجود ہیں، اسی فورس میں (واحد اسلامی ایٹمی ریاست کی پاک فوج) بھی شامل ہے، سبحان اللہ۔ عالمی امن فورس کے اصل مقاصد اب تک واضح نہیں ہیں۔ دنیا ابھی تک نہیں جانتی کہ یہ فورس جنگ روکنے آئے گی یا جنگ کے راستے کو مزید پیچیدہ بنا دے گی۔

آپ نے میڈیا پر نوٹ کیا ہو گا کہ عالمی سطح پر امریکہ، برطانیہ یا کینیڈا وغیرہ سے تعلقات کی کوئی بات ہوتی ہے تو پاکستانی میڈیا، خصوصاً فوج اسے بہت زور و شور سے بیان کرتی ہے اور جس سیاسی پارٹی کی حکومت ہوتی ہے وہ تو گویا اس تعلق اور پیشرفت کو پاکستان کی کامیابی کی کنجی بتلا رہی ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں حال ہی میں شہباز شریف اور عاصم منیر کا حالیہ دورہ امریکہ ایک زندہ مثال ہے۔ مگر حیران کن طور پر اس فورس میں پاکستانی فوج کی شمولیت، کردار اور اثرات کو دبایا جا رہا ہے۔

اس بات کو چھپانے اور دبانے کی بڑی وجہ اس سے ہٹ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود کو نمبر ون، آزاد، واحد اسلامی ایٹمی فوج اور فلاں فلاں کہنے والی پاکستانی فوج دنیا کی مظلوم ترین قوم کیلئے لڑنے والی طاقت حماس کو غیر مسلح اور آخرکار ختم کرنے کے امریکی و اسرائیلی مشن پر جا رہی ہے۔ یہ پہلی بدنامی نہیں ہے، جسے فوج اور فوجی میڈیا دبانے کی کوشش کر رہی ہے، بلکہ عرب و عجم مسلمانوں کی قاتل اور انہیں ڈالر کے عوض فروخت کرنے والی فوج اس سے قبل بھی ایسے کارنامے انجام دے چکی ہے، جسے میڈیا پر کہنے سے تا قیامت یہ طبقہ قاصر رہے گا۔

اس سلسلے میں آپ پاکستان کے نائب وزیر اعظم و وزیر خارجہ اسحاق ڈار کا یہ ڈرامائی بیان پڑھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فوج ضرور کچھ ایسا کر رہی ہے، جسے چھپایا جا رہا ہے۔

پاکستان کے وزیرِ خارجہ اسحاق ڈار کا کہنا ہے کہ ”غزہ میں قیامِ امن کے لیے مجوزہ انٹرنیشنل سٹیبلائزیشن فورس (آئی ایس ایف) میں شرکت کے لیے پاکستان اپنے فوجی بھجوانے کے لیے تیار ہے لیکن حماس کو غیر مسلح کرنے کے کام میں شامل نہیں ہو گا۔“

آپ ہی بتائیں کہ اگر اس فورس کا کام حماس کو غیر مسلح کرنا نہیں ہے تو اسحاق ڈار کو وضاحت کیوں دینا پڑی؟ اور اگر ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک جماعت میں آپ شامل ہیں مگر اس جماعت کو سونپا گیا کام آپ نہیں کریں گے؟ اسفا علیکم...

عبدالصمد الشامی

پاک افغان مذاکرات ناکام کیوں؟

سوشل میڈیا پر مختلف قسم کے لوگ مختلف بیانات اور الزام تراشی میں مصروف ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیوں ہر طرف افغانستان پر الزام تراشی اور ناجائز القابات کا استعمال دیکھنے میں آرہا ہے۔

اگر آپ کہتے ہیں کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، تو کیا اسلام آپ کو یہی سکھاتا ہے کہ آپ کسی دوسرے اسلامی ملک پر ناجائز الزامات عائد کریں اور انہیں گستاخانہ القابات سے نوازیں؟

وطنیت پرستی نے عقلوں کو مفلوج کر دیا ہے، جمہوریت نے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لی ہے، اقتدار کے بھوکے لوگ آخرت کو بھول چکے ہیں، ڈالر کی ہوس نے اندھا اور بہرا بنا دیا ہے، اسلام سے بیزاری نے انسانیت ختم کر دی ہے، نفس پرستوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ غرض، جمہوری نظام کی نحوست نے غیرت تک کو دروازے پر دستک دینے سے روک دیا ہے۔

یہاں حالات کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں

جنگ کون چاہتا ہے؟ پاکستان

سرکشی کون کر رہا ہے؟ پاکستان

بات کون نہیں مان رہا؟ پاکستان

ضد کون کر رہا ہے؟ پاکستان

جنگ کا آغاز کس نے کیا؟ پاکستان نے...

جب جنگ بندی کا اعلان کیا، تو اس کی خلاف ورزی بھی پاکستان نے کی۔

پھر روتے ہوئے مذاکرات کی پیشکش بھی پاکستان نے کی، اور اب مذاکرات کی میز پر بدتمیزی بھی پاکستان کر رہا ہے۔ (یہاں پاکستان سے مراد پاکستانی ادارے ہیں)

ثالث ملک کی میز پر ایک ملک کا وزیرِ دفاع دوسرے ملک کے وزیرِ دفاع کو دھمکیاں دے رہا ہے۔ یہ کیسا رویہ ہے؟

کس بنیاد پر؟ کس کے کہنے پر؟ اور کیوں؟

یہ دھمکیاں اس بات کی واضح غمازی کرتی ہیں کہ پاکستانی اداروں کے پیچھے زخمی کتے کا ہاتھ ہے، جن کی ٹانگیں توڑ کر واپس بھیجا گیا تھا۔ خیر، ہاتھ جس کا بھی ہو۔ جو بندہ پیچھے سے کنٹرول کیا جا رہا ہو، وہ مذاکرات کیسے کر سکتا ہے؟

دوسری طرف پاکستانی جرنیل اپنے فوجی فلسطین میں حماس کے خلاف بھیجنے جا رہے ہیں۔ اس موقع پر میں سرکاری علمائے کرام سے، سوال کرتا ہوں: آپ اس وقت کہاں ہیں؟ آپ کے اندر تو فلسطینی مظلوموں کے لیے درد سب سے زیادہ تھا نا؟

آپ کے ملک سے انہی مظلوموں کے خلاف فوجیں بھیجی جا رہی ہیں، آپ کہاں ہیں؟ کون سے اسٹیج پر گرج رہے ہیں؟ کیا غیرت اور انسانیت صرف نام تک ہی محدود ہے؟ آپ روکنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ فیلڈ مارشل کو سمجھاتے کیوں

نہیں؟ آپ تو ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔

اب میں پاکستان کی عوام سے مخاطب ہوں جو فلسطین جا کر اسرائیل کے خلاف جہاد کی بات کر رہی تھیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں:

آج انہی مظلوموں کے خلاف اور اسرائیل کی حمایت میں ہمارے کے ملک سے فوجی بھیجے جانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ کیا اب بھی آپ کو سمجھ نہیں آ رہی کہ حق کیا ہے اور سچ کیا ہے؟

ایک سازش کے تحت ہماری غیرت ختم کی جا رہی ہے۔ ہم صرف زندہ لاشیں بن چکے ہیں، جو کھا پی رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں۔ بس!

اس سب کے تناظر میں یہ لگتا ہے کہ مذاکرات کی ناکامی کے پیچھے ربِ کائنات کا بہت بڑا راز پوشیدہ ہے۔ آخر اللہ پاک نے "غزوہ ہند" کا نقشہ بھی تو سیدھا کرنا ہے۔ بھائی، غزوہ ہند بھی تو ہونا ہے، امام مہدی کا ظہور بھی تو ہونا ہے، دجال کا آنا بھی تو ہے۔ حق اور باطل کا آخری معرکہ بھی تو سجنا ہے، جس میں صرف ایمان اور کفر ہو گا، درمیانہ راستہ (منافقت) نہیں ہو گا۔ قبلہ اول (مسجد اقصیٰ) کو بھی تو آزاد کرانا ہے، خلافت بھی تو قائم ہونی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا دور بھی تو لوٹنا ہے۔ شیر اور بکری کو ایک ہی ندی سے پانی پلانا بھی تو ہے۔ ان سب کے بعد قیامت بھی تو قائم ہونی ہے۔

یقینی بات ہے کہ پاکستان کو غصہ ہے، جو بیس سال سے مار کھا رہا ہے، اور اس کا غصہ برحق ہے۔ مگر اپنے ماضی کی کرتوتوں کو بھی دیکھنا چاہیے۔ کئی سال تک امریکہ کا حامی بن کر افغانستان کے خلاف لشکر بھیجتے رہے۔ اس وقت افغانستان خاموش رہا، اب جب افغانستان نے ضربیں لگائی ہیں، تو چیخ رہے ہو۔ ابھی تو یہ جوابی کارروائی تھی، جب اقدامی کارروائی ہو گی، تو کیا حال ہو گا؟

اس کے علاوہ، 75 سال سے جو ظلم اور بدمعاشیاں کرتے آ رہے ہیں، ملک کا بیڑا غرق کرتے آ رہے ہیں۔ ہر پانچ سال بعد یہ منافق صفت فوج اپنی پسند کا وزیرِ اعظم لاتی ہے، ملک کو گنے کی طرح نچوڑ کر 75% خود کھاتی ہے، 20% سے وزیرِ اعظم کا پیٹ بھرتی ہے، اور بچا کھچا 5% عوام پر لگا دیتی ہے۔

ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ مزہ تو تب آئے گا، جب راولپنڈی اور سرگودھا سمیت مختلف قلعوں میں بغاوتیں اٹھیں گی۔ اور ان شاء اللہ الرحمن، بہت جلد اٹھیں گی۔ عنقریب جرنیلوں کو اپنی سیکورٹی بھی کمزور محسوس ہونے لگے گی۔ تمھیں ایئرپورٹس سے گھسیٹتے ہوئے نہ مارا، تو کہنا!

بہت جلد، ان شاء اللہ الرحمن، یہ لشکرِ برحق تحریک طالبان پاکستان فتوحات کے سہرے پہنتے ہوئے پنجاب میں نظر آئیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:
کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کئے ہیں، ان کے دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین میں ہے۔
(صحیح البخاری - 2790)

مولانا خالد قریشی

مشائخ کانفرنس بمقابلہ اتحاد امت پاکستان

حال ہی میں ملک کے علماء کرام سے جُڑی دو بڑی مجالس ہوئیں۔ پہلی مشائخ کانفرنس اور دوسرا اتحاد امت پاکستان کا اجلاس تھا۔ مشائخ کانفرنس میں پاکستان علماء کونسل کے سربراہ، جامعۃ الرشید کے اساتذہ اور دیگر شُف سرکار جیسے چند غیر معروف علماء نے شرکت جبکہ اتحاد اُمت پاکستان کے اجلاس میں فقیہ العصر مفتی تقی عثمانی، مفتی منیب الرحمن، مولانا ابوالخیر اور مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل سمیت تقریباً تمام مکاتب فکر کے جید اور مسلّم علمائے کرام شریک ہوئے۔ پہلے اجلاس میں جرنیلوں کے گن گائے گئے اور حکمرانوں کی مدح سرائی کی گئی تو دوسرے اجلاس میں ملک کی حقیقی صورتحال اور آئین کی ان شقوں پر بات ہوئی جو کہ اسلام کے ساتھ متصادم ہیں۔

دیگر باتیں کرنے سے پہلے پاکستان علماء کونسل اور اس کے ذمہ داران کی حیثیت، صلاحیت طاقت کا اندازہ لگاتے ہیں۔

پاکستان علماء کونسل ریاست کی منظور نظر فقط ایک رضاکارانہ مذہبی تنظیم یا ادارہ ہے جس کے پاس ریاستی یا آئینی اختیارات نہیں ہوتے اور نہ ہی حکومت یا پارلیمنٹ کو اپنے فیصلوں کی پابند کرسکتی ہے۔ اس کی آئینی حیثیت کا اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے آئین میں پاکستان علماء کونسل کا کوئی باقاعدہ ذکر یا درجہ موجود نہیں ہے یعنی کہ یہ آئینی ادارہ، سرکاری کونسل، یا ریاستی باڈی نہیں ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کے پاس قانون سازی کا کوئی اختیار ہے نہ اپنا فتویٰ یا حکم ریاستی طور پر نافذ کر سکتی ہے۔ یہ کونسل عدالتی، انتظامی یا پالیسی نافذ کرنے کی طاقت نہیں رکھتی اور حکومت اس کی سفارشات قبول یا رد کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ چند سلیکٹڈ اور غیر معروف علماء کا فقط ایک مشاورتی پلیٹ فارم جس کا کام ریاستی امور میں کانفرنس کرنا یا کوئی جلسہ کر کے عوام کو یہ باور کرانا ہے کہ ریاست جیسا بھی کر رہی ہے، بہتر کر رہی ہے۔

مشائخ کانفرنس میں ظالم و جابر فوج کے ترجمان نے کھڑے ہو کر مدارس کے خلاف باتیں کیں، مدارستان مدارستان کے تکرار سے اس کی توہین کی اور ملک کے تقریباً تمام مدارس کی مخالفت کی کہ گویا یہ ٹھیک کام نہیں کر رہیں۔ کئی میٹر دور نیچے بیٹھے نام نہاد مفتیان و مشائخ نے اس پر خوب واہ واہ کی اور جس جس کو موقع ملا مدح سرائی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ حالانکہ پاکستان کے عام معاشرے میں اگر دیکھا جائے تو عام فرد بھی مدارس یا علمائے کرام کے بارے میں اس طرح کا بیان برداشت نہیں کر سکتا مگر کیا کہا جا سکتا ہے؟۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو نہ ملک کے اسلامی ہونے سے کوئی مسئلہ ہے اور نہ ہی کفری ہونے سے... بلکہ انہیں بادشاہ کے دربار کی نوازشیں چاہیے ہوتی ہیں اور یہ لوگ دنیا میں پہلی بار آئے بھی نہیں ہیں بلکہ ایسے بے معنی لوگوں سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔

تو اوپر ذکر کیے گئے پاکستان علماء کونسل کے سربراہ نے اس

اجلاس میں گویا ایک مستغرق صوفی ذاکر کی طرح چیخ چیخ کر بیعت کے بارے میں الف بے کی علم نہ رکھتے ہوئے بیعت علی الموت کرڈالی اور کہا کہ تیس لاکھ علمائے کرام کو ان کے پیچھے کھڑا کریں گے،لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔حالانکہ اس کی جان پہچان ہی ابھی ابھی ٹی وی اور سوشل میڈیا پر آکر بنی ہے ورنہ اگر آج سے کچھ عرصہ قبل اسے کسی مدرسہ لے کر جاتے تو وہاں کے اساتذہ اور طلبہ اس کے جاننے سے ہی انکار کر دیتے۔ اس کو پتہ ہونا چاہیے کہ پاکستان کے علمائے کرام اتنے بے مروت نہیں ہیں کہ وہ برطانیہ کی باقیات کے سربراہ کی طرف دیکھنا بھی گوارا کریں۔ پاکستان کے علمائے کرام ابھی باجوڑ مدرسہ سے لیکر لال مسجد تک اور مفتی نظام الدین شامزئی سے شیخ ولی اللہ کابلگرامی و شیخ نصیب خان رحمۃ اللہ علیہم سمیت ایک طویل فہرست علمائے کرام کی شہادتوں کو نہیں بھولے۔

اسی طرح اس کانفرنس کے بعد مفتی کے روپ میں ایک فوجی ترجمان نے یہ بیان بھی دیا کہ آرمی چیف اور صدر کا عدالت سے استثناء شریعت میں جو بھی حکم رکھتا ہے، بس آپ کو اس پر خوش ہونا چاہیے اور اس استثنی کو رخصت اور حالت اضطرار کی آیات اور روایات پڑھ کر جواز دینے لگے، نعوذ باللہ من ذالک۔ یقین کریں اگر آپ دین کا علم رکھتے ہوں تو آپ سمجھ جائیں گے کہ اللہ تعالی اگر اسی ایک مسئلہ پر ایک عام شخص کو پکڑے تو وہ روز محشر جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔

دوسری جانب اتحاد امت پاکستان کے عنوان کے تحت جید علمائے کرام کا اجلاس ہوا۔ ایسے علماء جو ملکی ہی نہیں بلکہ عالمی سطح پر بھی اپنے علم کا لوہا منوا چکے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے پاکستان میں مسلح جدوجہد کے عدم جواز پر اپنا بیانیہ دہرایا مگر آئین میں کفری اور غیر اسلامی مادوں کی وضاحت کر کے انہوں نے اس بیانیہ کو مکمل طور پر مسترد کر دیا کہ گویا پاکستان کا آئین اسلامی ہے یا یہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ ملک میں نفاذ شریعت کا مطالبہ، آرمی چیف اور صدر کا تاحیات عدالتی استثناء، کم عمری کی شادی، ٹرانسجینڈر ایکٹ، سودی نظام کا خاتمہ، پاک افغان کشیدگی، غزہ میں پاکستانی فوج کی تشکیل، عدالت و پارلیمنٹ میں غیر اسلامی قوانین اور اس کی اصلاح اور دینی مدارس کے حوالے سے مطالبات پر انتہائی سنجیدہ بات چیت ہوئی اور ایک ایسا اعلامیہ جاری کیا، جس کا جواب نہ مخصوص طبقہ کے علماء کے پاس ہو گا اور نہ ہی ریاست کے ظالم کرتا دھرتاؤں کے پاس۔

رسمی اعلامیہ کے علاوہ علمائے کرام کے بیانات بھی دلچسپ رہے جہاں مولانا منظور احمد مینگل نے کہا کہ فوج وسائل والے مقامات پر مسائل کھڑی کر رہی ہے اور یہ کہ کسی ایک بے حیثیت شخص کے فتوے سے کسی کو خوارج نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح شجاع الدین شیخ کا کہنا لاجواب تھا کہ ہم یہ تو کہہ دیں گے کہ اسلامی ملک کیخلاف لڑنا بغاوت اور خروج ہے مگر ہمیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ اسلامی حکومت کسے کہتے ہیں اور کیا پاکستان اسلامی ملک ہے یا نہیں؟۔ اسی طرح مولانا فضل الرحمن، مفتی تقی عثمانی اور مفتی منیب الرحمن سمیت تقریبا تمام علمائے کرام نے کسی نہ کسی طرح یہ بیان دیا کہ یہ ریاست اسلامی نہیں ہے اور اس کے حکمران بیرونی اشاروں پر چلتے ہوئے مختلف اوقات میں غیر اسلامی قوانین کا نفاذ کرتے ہیں۔

اب آپ ان دونوں مجالس کو سنیں، اہل علم کو دکھائیں، اہل بصیرت اور باخبر لوگوں کو سنائیں اور صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ ایک غیر جانبدار ملک کے لوگوں کو دکھائیں کہ کونسا اجلاس حقیقت کے قریب تر تھا؟ اور دیکھیں کہ یہی وہ لوگ تھے جو سابقہ دور حکومت میں اس وقت کے وزیر اعظم، جو اب اس

دور کی فوج و حکومت کی ملی بھگت سے جیل میں ہے، کی مدح سرائی کرتے تھے، مگر آج اس کے دشمنوں کی واہ واہ کر رہے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ ان میں سے ہم بحیثیت تنظیم کسی کی یا وہ ہماری حمایت کرتے ہیں مگر یہ وہ باتیں ہیں جو آپ اندرون ملک اہل منبر و محراب سے سن سکتے ہیں۔ اندازہ لگائیں کہ کس طرح باصلاحیت علمائے کرام، ان کے مدارس اور دارالافتاء کو دیوار سے لگاکر علمی لحاظ سے کمزور اور غلامانہ ذہنیت رکھنے والوں کو آگے لایا جارہا ہے؟

اللہ عزوجل قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (١٥١)

ترجمہ: کہو کہ لوگو آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں انکی نسبت اس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ اور ماں باپ سے بدسلوکی نہ کرنا بلکہ حسن سلوک کرتے رہنا اور ناداری کے اندیشے سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور انکو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ انکے پاس نہ پھٹکنا۔ اور کسی شخص کو جسکے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا۔ مگر جائز طور پر یعنی جس کا شریعت حکم دے ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

(سورۃ الانعام)

محمد خراسانی

پاکستانی فوج کے الزامات پر ردِ عمل

اسلام آباد میں گزشتہ ہفتے پاکستان فوج کے ترجمان کی پریس کانفرنس کے بعد بین الاقوامی میڈیا سے ایک خصوصی انٹرویو میں تحریکِ طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) کے ترجمان محمد خراسانی نے ٹی ٹی پی کو نشانہ بنانے والے پاکستان فوج کے الزامات کا جواب دیا۔ محمد خراسانی نے افغانستان یا کسی غیر ملکی پشت پناہی کے دعوؤں کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم کی قیادت اور تنظیمی ڈھانچہ مکمل طور پر پاکستان کے اندر قائم ہے۔ انہوں نے پاکستان کی جانب سے بارہا دہرائے جانے والے اس الزام کی بھی تردید کی کہ ٹی ٹی پی جان بوجھ کر عام شہریوں یا چین سے منسلک منصوبوں کو نشانہ بناتی ہے۔

سوال: پاکستان کی فوج کا کہنا ہے کہ ٹی ٹی پی کے حالیہ حملوں سے ملنے والے شواہد افغانستان سے منصوبہ بندی، مالی معاونت اور ہدایات کی نشاندہی کرتے ہیں، اور بھارت و افغانستان کے کردار کا بھی الزام لگایا گیا ہے۔ کیا آپ اس بات کی قطعی تردید کرتے ہیں کہ ٹی ٹی پی کی قیادت، تربیتی مراکز یا لاجسٹک نیٹ ورکس افغان سرزمین سے کام کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ کا اصل کمانڈ اینڈ کنٹرول مرکز کہاں قائم ہے؟

جواب: تحریکِ طالبان پاکستان کی اعلیٰ قیادت اور سرکاری ترجمانوں سے لے کر نچلی سطح کے کارکنان تک کی، وڈیوز، آڈیوز اور تحریری مواد کی صورت میں وسیع شہادت موجود ہے جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ہم اپنی سرزمین پر، اپنی غیور قوم کی حمایت کے ساتھ دفاعی جہاد کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان بھر میں روزانہ درجنوں کارروائیاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہر سال دشمن (پاکستان فوج) کی جانب سے ہزاروں جابرانہ کارروائیاں پاکستانی سرزمین پر ہی کی جاتی ہیں، جن میں آئی ایس پی آر خود ہمارے عام مجاہدین سے لے کر سینئر قائدین تک کی شہادتوں اور گرفتاریوں کی رپورٹ دیتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تحریکِ طالبان پاکستان کا پورا تنظیمی ڈھانچہ پاکستان ہی میں قائم ہے۔ ہمارے نظام میں صوبائی ذمہ داران (گورنرز)، ضلعی کمانڈر، یونٹ کمانڈر اور ہزاروں مجاہدین شامل ہیں جو براہِ راست دشمن کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ لہٰذا افغانستان، بھارت یا کسی اور ملک کی جانب سے تحریکِ طالبان پاکستان کی حمایت کے دعوے سراسر حقائق کے منافی ہیں اور محض بیانیہ سازی کی کوشش ہیں، جن میں دشمن واضح طور پر ناکام ہو رہا ہے۔

سوال: ڈی جی آئی ایس پی آر کا دعویٰ ہے کہ ٹی ٹی پی کو بیرونی سہولت کاری حاصل ہے، جس میں مالی وسائل اور اسلحہ نیٹ ورکس شامل ہیں۔ آپ کی تنظیم کے موجودہ مالی وسائل اور ہتھیاروں کے ذرائع کیا ہیں؟ کیا آپ کو کسی غیر ملکی ریاست یا غیر ریاستی عناصر سے براہِ راست یا بالواسطہ مدد ملتی ہے؟

جواب: جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، ہمارا جہاد اپنی غیور عوام کے تعاون، حمایت اور پشت پناہی سے جاری ہے۔ اس وقت

جس انداز میں ہم سرگرمِ عمل ہیں، اس میں کسی قسم کی بیرونی معاونت شامل نہیں۔ جہاں تک اسلحہ اور عسکری وسائل کا تعلق ہے، پاکستان کی بلیک مارکیٹ میں سب کچھ دستیاب ہے۔ یہ ایک معروف حقیقت ہے، جس میں پولیس اہلکاروں سے لے کر اعلیٰ فوجی افسران تک کی شمولیت پائی جاتی ہے۔

سوال: پاکستانی فوجی حکام الزام لگاتے ہیں کہ ٹی ٹی پی جان بوجھ کر عام شہریوں اور عوامی انفراسٹرکچر کو نشانہ بناتی ہے۔ عام شہریوں کے جانی نقصان کے بارے میں ٹی ٹی پی کی سرکاری پالیسی کیا ہے؟

جواب: پاکستانی عوام کی جان، مال، عزت اور وقار کا تحفظ ہم اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔ عام شہریوں کو دانستہ نقصان پہنچانا یا کارروائیوں میں لاپرواہی برتنا ہمارے ہاں ناقابلِ قبول ہے۔ تحریکِ طالبان پاکستان کے واضح فوجی اہداف ہیں، یعنی فوجی ادارے اور ان سے وابستہ واضح شناخت رکھنے والے اہلکار۔ یہ پالیسی تنظیم کے ہر رکن کو معلوم ہے، اور خلاف ورزی کی صورت میں سزا دی جاتی ہے۔ اللہ کے فضل سے کئی برسوں سے ہماری کارروائیوں میں شہری نقصان کی سطح صفر رہی ہے۔ اگر شہری مصلحت ہمارے لیے اہم نہ ہوتی تو ہماری کارروائیوں کا دائرہ کہیں زیادہ وسیع ہوتا۔

سوال: ڈی جی آئی ایس پی آر کے مطابق حالیہ کاروائیوں کا مقصد چین کے تعاون سے چلنے والے منصوبوں کو نقصان پہنچانا اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کو خوفزدہ کرنا ہے۔ کیا ٹی ٹی پی چینی شہریوں یا چین سے منسلک انفراسٹرکچر کو اپنا ہدف سمجھتی ہے؟

جواب: تحریکِ طالبان پاکستان خود کو پاکستان کے مظلوم، کمزور اور محکوم عوام کی نمائندہ سمجھتی ہے۔ اس کے نظریاتی اہداف میں مظلوم اقوام کے وسائل کا تحفظ مرکزی حیثیت رکھتا ہے، اور یہ تحریک خود کو پاکستان کے قدرتی وسائل کی نگہبان تصور کرتی ہے۔ اسی بنا پر جو بھی افراد پاکستان پر مسلط حکمران ٹولے کے ساتھ سودے یا معاہدے کرتے ہیں، انہیں تحریکِ طالبان پاکستان کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ تاہم تحریک کے فوجی اہداف بدستور وہی نام نہاد سکیورٹی ادارے ہیں جو پاکستان پر قابض ہیں، اور ان کے واضح شناخت رکھنے والے معاونین۔

سوال: ٹی ٹی پی اپنے جہاد کو انصاف اور اسلامی نظام کے قیام کی کوشش قرار دیتی ہے۔ جن علاقوں میں ماضی میں یا اب آپ کا اثر ورسوخ رہا ہے، وہاں ٹیکس، تنازعات کے حل اور احتساب کے عملی نظام کیسے قائم تھے؟ آپ کی صفوں میں بے اصولی پر کیا تادیبی کارروائی کی جاتی تھی؟

جواب: ظلم کے خاتمے اور عوام کو انصاف فراہم کرنے کے لیے تحریک نے تین درجوں پر مشتمل عدالتی نظام قائم کیا ہے: ابتدائیہ، مرافعہ اور تمیز۔ ہر مظلوم فرد کو اپنے حقوق کے دفاع کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر کسی مجاہد پر جرم ثابت ہو جائے تو اس پر اسلامی قانونی سزا نافذ کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر کچھ عرصہ قبل وانا، وزیرستان میں ایک قاتل کو قصاص میں سزائے موت دی گئی۔ اس اور دیگر واقعات کی ویڈیوز تحریکِ طالبان پاکستان کے عمر میڈیا کے ذریعے جاری کی جا چکی ہیں۔ اس کے علاوہ شہریوں کے تحفظ اور ادارہ جاتی استحکام کے لیے دیگر ادارے بھی قائم کیے گئے، جیسے تنفیذ اور احتساب کمیشن۔

سوال: اگرچہ آپ خود کو ایک آزاد تنظیم قرار دیتے ہیں، ماضی میں آپ کی قیادت نے افغان طالبان کے امیر سے بیعت کا اعلان کیا تھا۔ اس وقت اس تعلق کی نوعیت کیا ہے: نظریاتی،

عملی یا محض تاریخی؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ تحریکِ طالبان پاکستان ایک آزاد انقلابی تحریک ہے جو پاکستان کے اندر ظلم و جبر کے خلاف بر سرِ پیکار ہے۔ اسلامی امارتِ افغانستان کے ساتھ بیعت ایک الگ معاملہ ہے اور اس سے تحریک کی خود مختاری متاثر نہیں ہوتی۔ اس تعلق کی نوعیت نظریاتی، عملی اور تاریخی ہے، اور یہ کوئی راز نہیں۔ افغانستان پر غیر ملکی قبضے کے دوران تحریکِ طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسلامی امارت کے شانہ بشانہ نمایاں قربانیاں دیں، جن سے انکار ممکن نہیں۔ تاہم اب اسلامی امارتِ افغانستان ایک ریاست اور حکومت ہے، جس کی اپنی خارجہ پالیسی ہے، جسے اس کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد اور وزیر خارجہ امیر خان متقی واضح طور پر بیان کر چکے ہیں۔

سوال: پاکستان فوج کی بڑھتی ہوئی موجودگی کے باوجود قبائلی علاقوں میں حملوں میں اضافہ ہوا ہے۔ آپ اس وقت کن سماجی یا جغرافیائی طبقات سے بھرتی کر رہے ہیں، اور اس بھرتی کے بنیادی محرکات کیا ہیں؟

جواب: اسلامی نظام کے بجائے برطانوی قانونی نظام کے نفاذ، ریاستی جبر اور مختلف اقوام و طبقات کو حقوق سے محروم رکھنے نے پاکستان کے نظام پر عوام کے اعتماد کو ختم کر دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں نوجوان بڑی تعداد میں تحریک کا رخ کر رہے ہیں، اسے جبر سے نجات کے متبادل کے طور پر دیکھتے ہوئے، اور ملک کو اُس راستے پر ڈالنے کی خواہش رکھتے ہیں جسے وہ اس کا حقیقی راستہ سمجھتے ہیں۔

سوال: عملی طور پر ٹی ٹی پی کے نزدیک "کامیابی" یا "فتح" کا کیا معیار ہے؟ کیا یہ علاقائی کنٹرول، نظامِ حکومت میں تبدیلی، یا طویل مسلح جدوجہد ہے؟

جواب: دراصل کامیابی ایک نسبتی تصور ہے، جس کی تشریح وقت اور حالات کے مطابق مختلف ہو سکتی ہے۔ چونکہ کامیابی تدریجی مراحل میں حاصل ہوتی ہے، اس لیے آپ کے بیان کردہ تینوں پہلو اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔

سوال: کیا ٹی ٹی پی خود کو محض پاکستان تک محدود ایک مسلح تحریک سمجھتی ہے، یا کسی وسیع تر عالمی جہادی منصوبے کا حصہ؟ اور اگر پاکستان سے باہر آپ کے نام پر حملے ہوں تو کیا آپ ان کی تائید کریں گے؟

جواب: تحریکِ طالبان پاکستان کا کوئی بیرونی ایجنڈا نہیں ہے۔ دوسروں کی کاروائیوں کو اپنے نام سے منسوب کرنا نہ دینی طور پر درست ہے اور نہ عقلی طور پر۔ لہٰذا ایسی کاروائیوں کی تائید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ: جو شخص اس لیے لڑا کہ اللہ کا کلمہ سب سے اونچا ہو، وہی اللہ کی راہ میں (لڑنے والا) ہے۔

(صحیح المسلم - 4922)

مفتی محمدی حقانی

باغی کون؟ تحریک طالبان یا پاکستانی فوج

مملکتِ خداداد پاکستان پر مسلط رائل انڈین آرمی کی باقیات، شریعت دشمن ناپاک فوج اور طاغوتی نظام کے علمبرداروں کی گمراہی اور تکبر نے انہیں یہ دھوکہ دیا تھا کہ شاید ہم ہمیشہ ظلم کرتے رہیں گے، شاید مظلوم کبھی پلٹ کر وار نہ کرے گا، شاید سوات، باجوڑ، مہمند اور وزیرستان کے پہاڑ ہمیشہ ہماری توپوں سے خوفزدہ رہیں گے۔

انہوں نے کبھی سوات کی وادیوں کو اپنے ٹینکوں کی دھمک سے روند ڈالا، تو کبھی وزیرستان کے گلی کوچوں کو بارود سے بھر دیا۔ گھروں کو راکھ، مساجد کو کھنڈر، اور مدرسوں کو مقتل گاہ بنا دیا۔ بلوچستان کی سرزمین پر اپنے مظالم کا شکار اپنے ہی مظلوم عوام کو بنایا، حتیٰ کہ سندھ و پنجاب بھی ان کے مظالم سے بچ نہ سکے۔ انہوں نے سمجھا تھا کہ ان کی طاقت ہی سب کچھ ہے، لیکن یہ بھول گئے تھے کہ انہی وادیوں، انہی پہاڑوں، انہی پنجاب و بلوچستان و سندھ کے گلی کوچوں سے اور انہی مٹی کے ذرّے ذرّے نے ایسے جانباز مجاہدین کو جنم دیا ہے جو صرف بندوق نہیں اٹھاتے، بلکہ ایمان کی بجلی، توکل کی گرج، اور شہادت کی خوشبو لیے اُٹھتے ہیں۔ انہیں خبر نہیں تھی کہ سوات کے در و دیوار ان کے مظالم کو یاد رکھیں گے، لیکن ساتھ ہی ان سے وہ سرفروش بھی نکلیں گے جن کے بازوؤں میں وہ طاقت ہوگی جو تمہارے مظالم اور تکبر میں لپٹے چہروں کو ریزہ ریزہ کر دے گی، جن کے دلوں میں وہ جذبہ ہوگا جو تمہارے باطل نظام کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جائے گا۔

اس مظلوم تحریک "تحریک طالبان پاکستان" کے مجاہدین کو تم نے کبھی زندہ جلایا، کبھی لاپتہ کیا، کبھی شہید کیا، تو کبھی ہزاروں قیدیوں کو بغیر پانی و کھانے کے خفیہ جیلوں کے اندر شہید کیا گیا۔ لیکن ہم خاک سے بھی آواز بن کر اٹھے، میرے رب نے پھر ہمیں وہ قوت دی جو تمہارے مظالم کے سامنے ایک آہنی دیوار کے مانند کھڑی ہو کر تمہارے تکبر کو خاک میں ملا دے۔

مختصراً یہ کہ اب تحریک طالبان پاکستان ایک ایسی قوت بن کر ابھری ہے کہ اقوامِ عالم اس جماعت کے ساتھ نصرت الٰہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی ہیں۔ اور اس حزب اللہ نے انہیں حالیہ دو تین سالوں میں مملکتِ خداداد پاکستان پر مسلط رائل انڈین آرمی کے بقایاجات فوجی ٹولے پر ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ اچانک چند لوگوں کے اقلام، چند پیسوں کی خاطر، اور چند کواٹرز کی خاطر اپنے علم اور ایمان کو بیچنے والے علماء سوء کا کردار سامنے آیا، جنہوں نے کبھی اس تحریک پر دہشت گرد کا، تو کبھی خوارج کا، تو کبھی باغی کا ٹھپہ لگایا، جو کہ سارے "بدیہی البطلان" کے زمرے میں داخل ہیں۔ لیکن سوچا کہ شاید "باغی" والا ٹھپہ مملکتِ خداداد پاکستان کے شہریوں کے اذہان میں گھس کر ہمارے خلاف ان کے اذہان بدل گئے ہوں گے۔

اس لیے مناسب سمجھا کہ اس موضوع کو زیر بحث لایا جائے کہ باغی کون ہے؟ باغی تحریک طالبان پاکستان کے مظلوم مجاہدین ہیں، یا مملکتِ خداداد پاکستان پر مسلط ٹولہ باغی ہے؟ لہٰذا آیئے

دیکھتے ہیں کہ کون باغی ہے اور کون باغی نہیں۔

ہر وہ گروہ جو حکومت کے خلاف اٹھے، وہ باغی نہیں، بلکہ بعض اوقات حکمران ہی شرعاً باغی کہلاتے ہیں۔ شاید آپ کو یہ بات انوکھی لگے، آیئے علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ کی تحقیق سے کچھ اقتباسات یہاں پیش کرتا ہوں۔

پہلے یہ یاد دہانی کرادوں کہ علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ کی کتاب دراصل حاشیہ ہے۔ اصل متن "تنویر الأبصار" علامہ تمر تاشی رحمہ اللہ کا ہے، اس کی شرح "الدر المختار" علامہ حصکفی رحمہ اللہ علیہ نے لکھی، اور پھر اس شرح پر حاشیہ "ردالمختار" علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا۔ کتاب سے بہتر طور پر مستفید ہونے کے لیے یہ مدارج یاد رکھنے ضروری ہیں۔

علامہ تمر تاشی رحمہ اللہ علیہ نے "بغاۃ" (جمع باغی) کی تعریف ان الفاظ میں پیش کی ہے:

"ہم الخارجون عن الإمام الحق بغير الحق"

(یہ وہ لوگ ہیں جو امامِ برحق کی اطاعت سے بغیر شرعی جواز کے نکل جائیں۔)

علامہ حصکفی رحمہ اللہ علیہ نے شرح میں اس پر اضافہ کیا ہے:

"فلو بحق، فليسوا ببغاة؛ وتمامه في جامع الفصولين"

(پس اگر وہ شرعی جواز رکھتے ہوں تو وہ باغی نہیں ہیں؛ اور اس کی پوری بحث "جامع الفصولین" میں ہے۔)

علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ نے باغیوں کی تعریف کے دوسرے اہم جزو "بغیر حق" پر یہ حاشیہ لکھا ہے:

"أي في نفس الأمر؛ وإلا، فالشرط اعتقادهم أنهم على حق بتأويل؛ وإلا، فهم لصوص"

(یعنی وہ جو جواز پیش کر رہے ہوں، وہ نفس الامر میں حق ہو؛ ورنہ قانونی لحاظ سے شرط صرف یہ ہے کہ حکومت کے خلاف اٹھنے والوں کے پاس ایسی تاویل ہو جس کی بنا پر وہ خود کو برحق سمجھتے ہوں؛ ایسی تاویل کی عدم موجودگی میں اگر وہ اٹھیں گے تو ان کی حیثیت چوروں کی ہے۔)

اس کے بعد علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ "جامع الفصولین" سے وہ اہم اقتباس نقل کرتے ہیں جس کا حوالہ اوپر علامہ حصکفی نے دیا تھا:

"إن المسلمين إذا اجتمعوا على إمام، وصاروا آمنين، فخرج عليه طائفة من المؤمنين؛ فإن فعلوا ذلك لظلم ظلمهم به، فهم ليسوا من أهل البغي؛ وعليه أن يترك الظلم و ينصفهم. ولا ينبغي للناس أن يعينوا الإمام عليهم لأن فيه إعانةً على الظلم؛ ولا أن يعينوا تلك الطائفة على الإمام أيضًا لأن فيه إعانةً على خروجهم على الإمام"

(جب مسلمان کسی حکمران پر متفق ہوں اور امن سے رہتے ہوں، اور ایسے میں اس کے خلاف مومنوں کا کوئی گروہ اٹھے، تو دیکھیں گے کہ اگر وہ اس وجہ سے اٹھے ہوں کہ حکمران نے ان کے خلاف کوئی ظلم کیا ہو، تو اس حالت میں وہ اہلِ بغی نہیں ہیں۔ چنانچہ حکمران پر لازم ہو گا کہ ان پر ظلم ترک کر دے اور ان کے ساتھ انصاف کرے۔ اس حالت میں عام لوگوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ان لوگوں کے خلاف حکمران کی مدد کریں، کیونکہ یہ ظلم میں اس کی مدد ہو گی؛ نہ ہی ان کے لیے جائز ہو گا کہ وہ ان اٹھنے والوں کی مدد کریں، کیونکہ یہ حکمران کے

خلاف نکلنے میں مدد ہوگی۔)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس اقتباس کی تائید کرتے ہیں، لیکن اس آخری بات کے بارے میں (کہ عام مسلمان اس گروہ کی مدد نہ کریں) قرار دیتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے، اور قرار دیتے ہیں کہ ان مظلوموں کی مدد لازم ہے۔

چنانچہ پہلے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کی شرحِ ہدایہ "فتح القدیر" سے یہ اہم اقتباس پیش کیا ہے، جو اس بحث میں قولِ فیصل کی حیثیت رکھتا ہے:

"ويجب على من أطاق الدفع أن يقاتل مع الإمام، إلا أن أبدوا ما يجوز لهم القتال، كأن ظلمهم ظلمًا لا شبهة فيه؛ بل يجب أن يعينوهم حتى ينصفهم ويرجع عن جوره"

(جس شخص میں دفاع کی طاقت ہو، اس پر واجب ہے کہ باغیوں کے خلاف لڑنے میں امام کا ساتھ دے، الا یہ کہ وہ لڑنے والے ایسی بات پیش کریں جس کی بنا پر ان کے لیے حکمران کے خلاف لڑنا جائز ہو، جیسے حکمران نے ان پر یا کسی اور پر ایسا ظلم کیا ہو جس کے ظلم ہونے میں کوئی اشتباہ نہ ہو۔ بلکہ ایسی حالت میں ان لوگوں پر واجب ہے کہ حکمران کے خلاف اٹھنے والوں کی مدد کریں، یہاں تک کہ وہ ان سے انصاف کرنے پر اور ظلم چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع الفصولین اور فتح القدیر" کی عبارت میں توفیق کی راہ یہ بتائی ہے کہ جب امکان یہ ہو کہ حکمران کے خلاف اٹھنے والوں کی مدد کی جائے تو 'بغی' سے باز آجائے گا، تو پھر ان اٹھنے والوں کی مدد کرنی چاہیے؛ لیکن اگر اس طرح فساد زیادہ پھیل جانے کا اندیشہ ہو، تو پھر کسی فریق کی بھی مدد نہیں کرنی چاہیے (ويمكن التوفيق بأن وجوب إعانتهم إذا أمكن امتناعه عن بغيه؛ وإلا، فلا) یہاں بالخصوص اس بات پر نظر رہے کہ "بغی" کی نسبت حکمران کی طرف کی گئی ہے، نہ کہ اس کے خلاف اٹھنے والوں کی طرف۔

تو اگر آج کوئی کہے کہ تحریک طالبان پاکستان ہی باغی ہے، تو کیا ان کے لیے یہی دلائل و تطابق علامہ ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ کافی نہیں؟

تفصیلات اور بھی ہیں، لیکن مختصراً یہ کہ حنفی فقہائے کرام ہر حکمران کے خلاف ہر اٹھنے والے گروہ کو باغی نہیں کہتے، بلکہ بعض اوقات حکمران کو ہی باغی قرار دیتے ہیں اور اس کے خلاف اٹھنے والوں کی مدد کو واجب قرار دیتے ہیں۔

تو اولاً تو تحریک طالبان پاکستان نے خروج کیا ہی نہیں، بلکہ ہمارا جہاد دفاعی ہے۔ لیکن اگر آپ ہمیں باغی قرار دیں خروج کی بنا پر، تو پھر بھی آپ حضرات کا قول "بدیہی البطلان" ہے، جو کہ بدلائل ثابت کر چکا ہوں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اسْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: بدعہدی کرنے والے ہر شخص کے لیے، قیامت کے دن اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا (نصب) ہو گا۔

(صحیح المسلم - 4537)

جنوبی پنجاب کے دو ہیرے

تحریک طالبان کے دو ہیرے جو علم سے سرشار، حق و باطل کی پہچان رکھنے والے، دین اسلام کے سچے جاں نثار، محمدِ مصطفیٰ ﷺ کے حقیقی وفادار، رب تعالیٰ کے سچے عاشق تھے۔ ان دو میں سے ایک تو انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث، امت مسلمہ کے رہبر، دینِ محمد ﷺ کے حقیقی علمبردار، شہید فیصل ؒ ولد محمد بلال، جہادی نام مولانا ابو دجانہؒ اور سوشل میڈیا پر دعوتی نام علی حمدان تھے۔ اور دوسرے ساتھی شہید محمد ارشدؒ ولد ریاض حسین، جہادی نام حکیم اللہؒ اور سوشل میڈیا پر دعوتی نام جی حکیم جی تھے۔

جنہوں نے دین اسلام کی غربت دیکھ کر، جنہوں نے طاغوت کے ماتحت ہونے والے جہاد کو ٹھکرا کر، محمد عربی ﷺ کے دین کے لیے غیرت کا اظہار کر کے، اپنی جانوں کو غزوۃ الہند میں قربان کرنے کا عزم لے کر، خالص رضائے الٰہی کے لیے مرنا اور مارنا افضل سمجھا۔ خالص رب العزت کے لیے گھر بار چھوڑنا افضل سمجھا، اللہ پاک کے دین کی سربلندی کے لیے گردن کٹوانا افضل سمجھا۔ جنہوں نے دنیا کی عیش و عشرت میں پوشیدہ زندگی کو جان لیا، جنہوں نے فتنوں سے بھرے اس پیالے کو پاؤں تلے کچل کر سردی کی سرد راتیں کیکر کے نیچے گزارنا افضل سمجھا، جنہوں نے اپنے تیار شدہ نکاح کو چھوڑ کر جوانی کی سرد راتیں رب العزت کے لیے تنہا گزارنا افضل سمجھا۔

پیارے شہداء ابو دجانہؒ اور حکیم اللہؒ غالباً اگست کے آخری عشرہ 2024ء میں ہمارے پاس مرکز میں تشریف لائے۔ اس دن دونوں نے کچھ وقت گزارا، اور پنجاب کے لیے ترتیبات کا نقشہ وغیرہ بناتے رہے، پھر دونوں ساتھی واپس چلے گئے۔ آپؒ تحریک میں شمولیت سے پہلے شام جانے کی بہت کوشش کرتے رہے اور کافی رقم بھی جمع کر چکے تھے مگر رب نے ان کا نصیب جہادِ پاکستان میں ہی لکھا تھا۔ شام کی جدوجہد کے بعد آپؒ صومالیہ جانے کی تیاری میں لگے رہے مگر صومالیہ کے مجاہدین نے کہا کہ آپ وہیں اپنے ملک پاکستان میں ہی جہاد کریں وہ افضل جہاد ہے۔ اس کے بعد پھر آپؒ سمیت دیگر ساتھیوں نے ایک گروپ کی شکل میں شمولیت کی۔

ہم سے مل کر جانے کے بعد، تشکیل کے پنجاب میں اترنے کے تقریباً دس دن بعد دونوں ساتھی مکمل ہجرت پہ آ پہنچے۔ آپؒ کی سرائیکی زبان تھی (یہ ذکر محض دعوتِ جہاد کے تناظر میں ہے، کسی فخر و تفاخر کے لیے نہیں)۔ مولانا ابو دجانہؒ کنڈا رحیم بخش، کھاکھی پنجابی ڈاکخانہ خاص تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کے رہنے والے اور حکیم اللہؒ کی قوم شیخ چاہ طوطاں والہ، ڈاکخانہ خان گڑھ گنجاہ تحصیل و ضلع مظفر گڑھ کے رہائشی تھے۔

شہید ابو دجانہؒ کے والد ایک با عمل حقانی ربانی عالمِ دین ہیں۔ آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں محاذ پہ (پنجاب) ہوتا ہوں تو بدنامِ زمانہ سی ٹی ڈی میرے والد صاحب کو گرفتار

کر لیتی ہے اور جب میں اوپر آتا ہوں تو چھوڑ دیتی ہے۔ یوں ان کے گھر پہ آزمائشوں کا سلسلہ جاری رہا۔ آپؒ کے ہجرت پہ نکل آنے کے تقریباً دو ماہ بعد اس وطنِ عزیز پر مسلط امریکی غلام ناپاک رائل انڈین آرمی نے آپؒ کے گھر کا شدید محاصرہ کر لیا، اور یہ محاصرہ پانچ سے چھ دن تک جاری رہا۔ مگر آپؒ نے اپنا سب کچھ ربِ محمد ﷺ کے حوالے کرتے ہوئے خود کو دینِ الٰہی کے لیے وقف رکھا، اور صبر کا دامن تھامے رکھا۔

آپؒ حافظ قرآن، عالمِ دین اور مہاجر، مجاہد اور مسافر کے ساتھ ساتھ ایک زبردست اور باکمال معبّر بھی تھے۔ آپؒ کو ایک سے دو مرتبہ خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ آپؒ پنجاب میں مقامی لوگوں سے اوقاتِ الصلوۃ میں دوکانیں بند کرواتے اور لوگوں کو نماز کی دعوت دیتے۔ آپؒ محاذِ پنجاب کے لیے بہت قیمتی ہیرے تھے۔ آپؒ کو سال 2025ء کی تقرریوں میں ولسوالی ڈیرہ غازی خان کا دعوت و ارشاد کا مسؤل بھی مقرر کیا گیا۔ آپؒ نے اپنی جان اپنے مال کو اللہ کی راہ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آپؒ ساتھیوں پر ہر وقت خرچ کرتے رہتے۔ آپؒ اکثر جنت اور حوروں کا تذکرہ کیا کرتے۔

شہادت سے دو دن قبل شہید مولانا ابو دجانہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم نو ساتھیوں کی دعوت بھی کی۔ اس دعوت میں آپؒ نے مچھلی کا پروگرام بنایا، جو میں اپنے فیسبوک اکاؤنٹ پہ نشر کر چکا ہوں۔ اسی دعوت والی رات ہماری آخری خوشگوار محفل تھی، جس میں شہادت کی باتیں بھی ہوئیں، فتح کے بعد کی باتیں بھی ہوئیں اور سب سے بڑھ کر حسبِ معمول حضرت جبکہ عالم دین تھے تو حضرت سے حوروں کے بارے سوال کیے گئے۔ بس پھر حضرت فل خوشگوار موڈ میں آ گئے۔ حضرت کے چہرے پہ اکثر مسکراہٹ رہتی۔ آپؒ نے شہید عبد البصیر الشامیؒ کے بعد دو ماہ پنجاب کی امارت بھی سنبھالی۔ آپؒ کا یوں مختصر وقت ہمارے درمیان گزارنا بہت خوشگوار اور بااخلاق ثابت ہوا۔ آپؒ کی شہادت سب ساتھیوں کو مغموم کر گئی، مگر مغمومیت سے زیادہ ساتھیوں میں انتقام کا بھرپور جذبہ پیدا کر گئی۔

شہید حکیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپؒ کے والد ایک ریٹائرڈ فوجی ہیں۔ آپؒ کے خاندان میں حکمت دادا پڑدادا سے چلی آ رہی ہے، اسی نسبت سے آپؒ بھی کافی حد تک حکمت جانتے تھے۔ آپؒ کی حکمت سے مجاہدین سمیت مقامی لوگ بھی بہت مستفید ہونے لگے، آپؒ اسی وجہ سے کافی مشہور ہو چکے تھے۔ (یہاں پہ ایک حقیقت واضح کرتا چلوں کہ فوج کہتی ہے کہ عوام طالبان کے خلاف ہے مگر حقیقت تو یہ ہے کہ عوام مجاہدین کے ساتھ ہے۔ لوگوں کے ساتھ روزانہ کی بنیاد پر مجاہدین کا میل جول ہے۔ مجاہدین ہر وقت لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ کھاتے پیتے اٹھتے بیٹھتے ہیں تو پھر کیسے عوام آپ کے ساتھ ہے؟ ہاں اسلحے کے زور پہ زبردستی اپنے ساتھ کرو تو الگ بات، وگرنہ حقیقت یہی ہے کہ عوام اس وقت مجاہدین کے ساتھ ہے۔)

آپؒ دیسی خوراک کے پلے تھے ماشاءاللہ، اسی وجہ سے صحت مند تھے۔ اسی صحت مندی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپؒ نے اسلحوں میں سے ثقیل (پیکا) کو اپنا زیور بنایا۔ دشمن کے معاملہ میں سخت اور اسے لرزانے والے تھے۔ ان سب صفات کے ساتھ ساتھ آپؒ انتہائی بہادر انسان تھے۔ عسکری تربیت آپؒ کی بھی جیش محمد میں ہوئی۔ جیش محمد میں آپؒ نے آٹھ سال گزارے جس میں آپؒ کو مختلف ذمہ داریاں نبھانے کا موقع میسر ہوا۔ آپؒ

نے بہت سی دیگر کتب کا مطالعہ بھی کر رکھا تھا، خاص کر تاریخ کی کتب کا۔ آپؒ نے تحریک کے مجاہدین کی طرح جیش محمد میں ہر اسلحہ سیکھ رکھا تھا، اور تقریباً ہر اسلحہ دشمنانِ اسلام پہ چلانے کا موقع بھی ملا۔

بھائی عبد البصیر الشامیؒ کی امارت میں آپؒ اپنی ذمہ داری پہ ساتھیوں کو دشمن پہ کاروائی کے لیے لے جاتے۔ آپؒ کی بہادری کی مثال تو پنجاب کی بدنامِ زمانہ سی ٹی ڈی بھی دیتی تھی۔ آپؒ انتہائی مخلص اور قربانی والے مجاہد تھے۔ اسلام دشمن فوج نے آپ کی والدہ کو بہت تنگ کیا۔ آپ کو کئی مرتبہ ایجنسیوں کی طرف سے میسج پر دھمکیاں بھی ملی، مگر آپ نے صبر و استقامت کا دامن تھامے رکھا۔ آپؒ دعوتِ جہاد دیتے وقت اکثر سورۃ المائدہ کی چوالیسویں، پینتالیسویں اور سینتالیسویں آیت کا ترجمہ بھی بیان فرماتے۔ یوں دردیوں دل میں شریعت محمدی کا درد لیے اور اپنے رب کا عشق لیے بیس نومبر 2025ء بروز جمعرات کو پاکستانی فوج کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے جام. شہادت نوش کیا اور رب کے ہاں سرخ رو ہو گئے۔ تقبلهما الله تعالیٰ

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا ایثار اور وفاداری

حضرت مصعبؓ مکہ کے خوشحال نوجوان تھے، بہترین لباس اور آرام دہ زندگی ان کا معمول تھی۔ اسلام قبول کیا تو گھر کی آسائشیں چھوڑنا پڑیں، مگر ایمان پر سمجھوتہ نہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ بھیجا تاکہ لوگوں کو قرآن اور اسلام کی تعلیم دیں۔

غزوۂ اُحد میں انہیں علمِ اسلام اٹھانے کی ذمہ داری دی گئی۔ شدید حملوں کے باوجود علم زمین پر نہ گرنے دیا۔ جب ایک بازو کٹ گیا تو دوسرے سے علم تھام لیا، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کے کفن کے لیے بھی پورا کپڑا میسر نہ تھا۔ حضرت مصعبؓ کا واقعہ بتاتا ہے کہ اصل دولت ایمان اور وفاداری ہے، نہ کہ دنیاوی مال۔

آج کے نوجوان کے لئے بھی یہی دعوت ہے کہ اسلام کے علم کی سربلندی کے لئے مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو کر اس نظام کو بدل ڈالیں۔

مولانا عتیق الرحمن

تزکیہ وتربیت سے خالی تعلیم

رب کریم نے نبی مکرم ﷺ کی بعثت فرماتے ہوئے جو پہلی وحی نازل کی اس میں تعلیم کی اہمیت، اس کے مقاصد اساسیہ اور اس کے حصول کے ذرائع کو شاندار انداز میں بیان کر دیا: "پڑھ اپنے رب کے نام سے جو پیدا کرنے والا ہے، پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے، پڑھ عزت والے رب کے نام سے، وہ جس نے تعلیم سکھائی قلم کے ذریعہ سے، انسان کو وہ تعلیم دی جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔" سورۂ علق کی ان پانچ آیات میں تعلیم اور اس کے مشتقات اور اس کے اغراض و مقاصد کو کھلے انداز میں بیان کر دیا گیا۔

امتِ محمدیہ کا رشتہ علم کے ساتھ ایسا وابستہ کر دیا گیا ہے کہ وہ کبھی بھی چھوٹ نہیں سکتا، بالاضافہ اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کائنات کی تمام مخلوقات پر جو فضیلت دی اس کا بنیادی سبب بھی علم ہی ہے، اسی بنا پر فرشتوں کو انسان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا گیا، سورۂ بقرہ میں اس مکالمہ کا ذکر موجود ہے جو اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے مابین ہوا، اللہ رب العزت نے جب فرشتوں کے علم کا امتحان لیا تو وہ عاجز ہو گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کامیاب ٹھہرے، بالآخر فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، یہ فضیلت و منزلت علم ہی کی وجہ سے حاصل ہوئی کہ انسان مسجودِ ملائک بنا۔

سورۂ علق کی آیات میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ علم وہی علم ہے جس میں رب کائنات کی رضا کا حصول مضمر ہو۔ دنیا کا کوئی علم فی نفسہٖ مضر یا نقصان دہ نہیں ہے، ہاں! جب اس کی ٹہنی کو غیر اللہ کی جانب سے حرکت دی جائے گی، اور اس کو حاصل کرنے کا مقصد دنیا میں خود کو مستعلی کرنا ہو گا، ظلم و ستم کا راستہ اختیار کر کے کمزور و ناتواں لوگوں پر مصائب ڈھائے جائیں گے، یا علم کو حاصل کرنے کے بعد انسانیت کے حقوق کو غصب کیا جائے گا، یا علم کے آجانے کے بعد مادر پدر آزادی کی لہر کو فروغ دیا جائے گا، یا پھر اسلامی تعلیمات اور اس کی تہذیب و ثقافت کو کمتر جانتے ہوئے غیر اللہ کی اندھی تقلید کی جائے گی تو ایسے میں لازم ہو گا کہ یہ علم فائدہ دینے کی بجائے انسانیت کو ہلاکت کی تہوں میں داخل کرنے کا موجب ہو گا، جیسا کہ عصر حاضر کا مشاہدہ بتاتا ہے کہ انسان نے خود ہی اپنی ہلاکت کا سامان تیار کر لیا ہے۔ پہلی و دوسری جنگ عظیم اس بات کی کھلی گواہی ہیں اور اسی طرح ایٹمی مواد کے تیار ہو جانے کے بعد دنیا کا ہر گوشہ غیر محفوظ ہو چکا ہے۔

اسی وجہ سے سورۂ علق کی پہلی دو آیات میں علم کے حصول اور اس کے عظیم رب کے ساتھ رشتہ و تعلق کی اہمیت کے ساتھ انسان کو بتا دیا گیا ہے کہ انسان کو تکبر و گھمنڈ کا رویہ اختیار کرنے کی چنداں حاجت نہیں، کیوں کہ انسان کی اصل و اساس پانی کے ایک گندے قطرے کے بعد خون کے لوتھڑے سے زیادہ کچھ بھی نہیں، تاوقت یہ کہ وہ اپنی بعثت و تخلیق کے مقصد پر اپنی زندگی بسر کرنا شروع نہ کر دے۔ قرآن میں بیان ہوا ہے کہ "ہم نے پیدا نہیں کیا انسان کو مگر اپنی عبادت کی خاطر۔"

احادیث مبارکہ میں بھی حصول علم کی اہمیت اور اس کے مقصد و مطلب کو واضح کیا گیا ہے۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے... میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں... اے اللہ! علم نافع عطا فرما... جیسی بے شمار احادیث نبویہ اور دعائیں موجود ہیں۔

تیسری آیت میں بیان کر دیا گیا ہے کہ پڑھنے کے بعد واجب ہے کہ ہم انسانیت کے ساتھ متواضع رویہ کو اختیار کرتے ہوئے ان کے ساتھ بھلائی و ہمدردی اور نیکی و تکریم کا تعلق استوار کریں، کیوں کہ جو علم اُسے دیا گیا ہے یہ علم کریم وعزت والے رب کی جانب سے ملا ہے، اس علم کو انسانیت کی خدمت اور ان کی دست گیری کا ذریعہ بنانا چاہیے، نہ کہ اس کے بعد انسان مارے غرور کے حیوانیت کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے صرف اپنے مفادات کے تحفظ کو تو یقینی بنائے، چاہے اس کے سبب دوسروں کے گھر ویران و تاریک ہوتے ہوں، گویا کہ اس آیت میں اللہ رب العزت انسان کا تزکیہ فرما رہے ہیں کہ علم کے حصول کے بعد مادہ پرستی کا دامن نہ تھام لینا اور اس کے ساتھ سرکشی و بڑائی کو اپنا شعار نہ بنا لینا، کیوں کہ اسی کے سبب شیطان کو تاقیامت مردود اور جن و انس اور کائنات کی تمام مخلوقات کی لعنت کا مستحق بنا دیا گیا۔

چوتھی اور پانچویں آیت میں اول تو علم کے حاصل ہونے کے اہم ترین ذریعہ کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ آگے واشگاف الفاظ میں اللہ نے انسانیت کی استعداد و صلاحیت کی بنیاد کو بیان کر دیا کہ جو کچھ تم جانتے ہو وہ ہم نے تم کو بتایا اور سکھلایا، وگرنہ تم تو جانتے ہی نہ تھے۔ اس بات کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ انسان کو اپنا سینہ اس بات پر چوڑا کرنا چاہیے جو اس کی اپنی تخلیق ہو اور وہ چیز کسی اور کے پاس موجود نہ ہو اور اس نے یہ کسی کی مدد و نصرت کے بغیر حاصل کیا ہو اور ایسا ہونا ممکن ہی نہیں، لہٰذا امر واقع ہے کہ انسان عاجزی کو اپنائے۔

مندرجہ بالا گزارشات کو درج کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام وہ دین متین ہے جس نے نہ صرف علم کی اہمیت کو ببانگ دہل بیان کیا اور اس کے حصول پر زور دیا، بلکہ اس کے حدودِ اربعہ کو بھی متعین کر دیا کہ یہ حد فاصل ہے علم رحمانی اور علم شیطانی کے مابین۔ جو علم رحمانی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لے گا وہ ہمیشہ کے لیے کامیاب ہو جائے گا، ورنہ ابدی لعنت اور ناکامی کا مستحق ٹھہرے گا۔

اللہ جل جلالہ نے قرآن کریم میں حضور ﷺ کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ: ”ہم نے ”اُمِّيِّيْن“ (اَن پڑھ) میں رسول بنا کر بھیجا انہیں میں سے، وہ تلاوت کرتے ہیں آیات کی اور تزکیہ کرتے ہیں، تعلیم دیتے ہیں کتاب و حکمت کی... الخ“ اس آیت میں اور اس جیسی دیگر آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی چار صفات کا ذکر کیا ہے جن کی تعلیم دینا آپ ﷺ کے فریضہ میں شامل تھا۔

اول: آیات کی تلاوت

ثانی: تزکیہ

ثالث: تعلیم کتاب

رابع: تعلیم حکمت و دانشمندی

علم کا رشتہ جب تک تزکیہ کے ساتھ استوار و قائم رہے گا، اس علم کے ذریعہ انسان عروج کے اقبال تک پہنچے گا اور جب علم سے تزکیہ کے رشتہ کو کاٹ دیا جائے گا تو یہ علم ضلالت و گمراہی اور انسانیت کی کشتی کو ڈبو دینے کا سبب بھی بن جائے گا اور اس کے ساتھ ہی اللہ کی ناراضگی ہمیشہ کا مقدر بن جائے گی۔ افسوس

کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل کے تمام تعلیمی ادارے بالخصوص حکومتی و عصری تعلیمی اداروں کا رشتہ تزکیہ سے کٹا ہوا ہے، جس کا نتیجہ ہے کہ طالب علم استاذ پر دست درازی، والدین، اساتذہ، بڑوں، دوستوں اور رشتہ داروں کی عزت و تکریم سے تہی دامن ہو چکا ہے اور اسی کا بدیہی ومشاہداتی نتیجہ ہے کہ معاشرہ عدم اطمینان کی کیفیت سے دوچار ہے اور کرپشن، لوٹ مار، چور بازاری، دھوکہ دہی و بددیانتی کا رواج عام جاری و ساری ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ علمی چوری، مالی خیانت جیسے گھناؤنے جرائم کو بھی عزت و منزلت کے حصول کے لیے کر گزرنے میں کوئی حجاب نہیں کرتے۔ آئے روز اخبارات وٹی وی پر خبریں چلتی ہیں کہ فلاں مقام پر فلاں طالب علم یا فلاں طالبہ نے خودکشی کرلی ہے اور اس کے متعدد اسباب بیان کیے جاتے ہیں کہ محبت میں ناکامی پر یا گھریلو ناچاقی پر، شادی بالجبر کے اندیشے پر خودکشی کی گئی ہے، مگر ایک اہم نکتہ کو ہمیشہ نظروں سے اوجھل رکھا جاتا ہے کہ اس حد تک پہنچنے کا ذریعہ کونسا سبب بنا ہے؟ شاید کبھی کسی نے اس پر غور کرنا مناسب نہیں سمجھا، جبکہ بانجھ و غیر مؤثر اور ناکارہ تعلیم جو تزکیہ و تربیت سے خالی ہو، کو حاصل کرنے والے طالب علم یا طالبہ سے آپ یہ کیسے امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ اخلاقیات سے عاری سرگرمیوں اور یورپ و مغرب کی تقلید میں مشغول ہوتے ہوئے عشق و معاشقہ کی لعنت سے دور رہ سکتے ہیں۔ تعلیم وہ مطلوب ہے جو تزکیہ و تربیت کے ساتھ مربوط ہو اور استاذ صرف کتاب کو رَٹوانے یا اَزبر کروانے اور امتحانات میں کامیابی کے چور راستے بتانے کا مکلف نہیں، بلکہ یہ وہ منصب ہے کہ جس پر فائز ہونے والے کی ابدی کامیابی کا انحصار اور معاشرے کی ترقی و فلاح کا منبع تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات ہوتے ہیں۔ اگر ان کی خط مستقیم پر رہنمائی و نگہبانی نہیں کی گئی تو مسلم معاشرہ ہمیشہ کی ذلت و رسوائی میں مبتلا ہو جائے گا، جس کا آغاز بڑی سرعت کے ساتھ ہو چکا ہے، اس کے سامنے بند باندھنے کا واحد ذریعہ تعلیم ہے اور وہ تعلیم جس کا تعلق و رشتہ تزکیہ و تربیت کے ساتھ اَٹوٹ ہو۔

اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھیں!

ایک دعاء ہے:

اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ حُسْنَ ظَنٍّ بِكَ

یااللہ! میں تجھ سے تیرے ساتھ اچھا گمان مانگتا ہوں

اسکے ساتھ ملا کر یہ دعا بھی مانگیں:

اَللّٰھُمَّ أَنْجِزْ وَعْدَانَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي

یااللہ! تو اپنا یہ وعدہ پورا فرما کہ تو اپنے بندے سے اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہے۔

دونوں کو ملا کر سوچا کریں پھر اللہ سے زیادہ سے زیادہ اچھا گمان پیدا کرنے کی کوشش کیا کریں۔

(جواہر الرشید جلد 4 صفحہ 52)

مولوی عزت اللہ خالد

جعلی مقابلے اور ظلم کی سیاہ رات

جعلی مقابلوں کی تاریخ کوئی نئی نہیں ہے۔ فوج، پولیس اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کو اگر جعلی مقابلوں کا ماسٹر کہا جائے تو بے جا نہیں ہو گا، کیونکہ ان غنڈوں نے پاکستان کی سرزمین پر جس انداز سے اہلِ سنت مسلمانوں کا خون بہایا، وہ تاریخ کا ایک سیاہ ترین باب ہے، جو ان شیطانوں کے دامن پر لگ کر قیامت کے دن کے لئے ان کے سر کا بوجھ بن گیا ہے۔

کراچی کی کچی آبادیاں راؤ انوار جیسے درندوں کے ظلم و ستم سے تھرّا رہی ہیں۔ ہر رات گولیوں کی تھڑ تھڑاہٹ سے بیدار ہونے والی مائیں یہ سوچ کر اٹھ بیٹھتی تھیں کہ شاید ان کے غائب شدہ بیٹے کو ان کے گھر کے باہر لا کر گولیوں سے بھون دیا گیا ہو، اور جب صبح کے دھندلکے میں دیکھتے تو خدشات یقین میں بدل جاتے۔ اخبار جب ہاتھ میں آتا تو کسی باریش نوجوان کے خون میں لت پت وجود کے ساتھ کسی بڑے دہشت گرد کو پولیس مقابلے میں شہید کئے جانے کی خبر ہوتی ہے۔

آئے روز مقابلے، اور وہ بھی ماورائے عدالت۔ ہر شام خون آشام ہوتی ہے اور ہر صبح خون چکاں۔ عدالتوں کے باہر مظلوموں کے ڈھیرے ہوتے ہیں، جن کی آوازیں ایوانوں کے بالاخانوں سے ٹکرا کر واپس آجاتیں ہیں، مگر انصاف کا دور دور تک پتہ نہیں ہوتا۔ وکیل کی جیب گرم ہو جاتی ہے، مگر مظلوم پھر مہینے کی کسی اور تاریخ کا انتظار کرتے ہیں، اور یوں زندگی بیت جاتی ہے۔

ہر طرف پاکستان کے ہر صوبے سے مظلوم نوجوانوں کی خون میں لت پت لاشیں بکھری ہیں۔ اسلام کے نام پر بنے پاکستان میں اسلام کے نام لیواؤں کو خوابِ غفلت سے جگانے کے لیے یہ مناظر بھی ناکافی ثابت ہو رہے ہیں۔ کبھی کسی کی چادر اور چار دیواری کو تار تار کیا جاتا ہے، تو کبھی سرکاری غنڈے کسی مظلوم کا بھرکس نکال چکے ہوتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بوڑھی اماں کے اکلوتے نوجوان بیٹے کو صرف تیس ہزار روپے نہ دینے کی وجہ سے شہید کیا گیا۔

ہمارے محلے دار کو اس کے چودہ سالہ بچے سمیت گرفتار کر کے راؤ انوار کے غنڈوں نے اپنے خفیہ ٹارچر سیلوں میں مہینوں غائب رکھا، پھر ایک شام وہ بھی آئی جب اس بوڑھے باباجی کو ملیر میں چودہ دیگر مظلوموں سمیت ایک جعلی پولیس مقابلے میں شہید کر دیا گیا۔

ایک قیدی جو کراچی سینٹرل جیل آیا، وہ بتاتا ہے کہ جب ان پندرہ بندوں کو شہید کیا گیا تو اس وقت وہ اپنے گھر میں تھا، اسے اخبار سے پتہ چلا۔ چند دن بعد اس کے گھر پر بھی چھاپہ آیا، اسے اپنے ساتھ لے گئے اور اسی سیل میں لائے جہاں سے ان پندرہ بندوں کو یہ کہہ کر نکالا گیا تھا کہ ہم ان کو چھوڑ رہے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی قیدی میرے گرد جمع ہو گئے، وہ سب ان پندرہ قیدیوں کے متعلق پوچھ رہے تھے، جن کو اس سیل سے یہ کہہ کر نکالا گیا تھا کہ ہم انہیں رہا کر رہے ہیں۔

مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ چودہ سالہ بچہ ، جو بڑے انہماک سے میرے جواب کا منتظر ہے، اس کا سفید ریش والد بھی ان مظلومین میں شامل تھا۔ میں نے کہا کہ ان کو تو چند دن پہلے شہید کر دیا گیا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ بچہ دھاڑے مار مار کر رونے لگا۔ وہ قیدی کہنے لگا کہ پورا سیل غم میں ڈوب گیا۔

اور پھر وہ دن بھی آیا جب اس چودہ سالہ بچے کو چند دن بعد یہ کہہ کر خون میں نہلا دیا گیا کہ یہ خود کش بمبار تھا۔

اس فوج، پولیس اور انٹیلیجنس ایجنسیوں کے منہ کو مظلوموں کا خون لگ چکا ہے۔ اب یہ ظلم کی رات اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک یہ مجاہدینِ اسلام کے پنجوں میں آکر موت کا جام نہیں پی لیتے۔ مظلوم قیدیوں کا خون بہانے والے یہ نہ سمجھیں کہ ہم یوں ہی چھوٹ جائیں گے۔ جہاد پاکستان کے شعلے بلند ہو رہے ہیں، جو تم میں سے ہر ایک ظالم کے خرمنِ ہستی کو جلا کر رکھ دیں گے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ سورت جس میں قتال کا ذکر ہے وہ سورۃ محکمۃ ہے۔ اور یہ جہادی سورتیں پورے قرآن میں منافقین پر سب سے سخت ہیں۔ (تفسیر طبری جلد 21 صفحہ 210)

ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ اپنے اندر جھانک کر دیکھتا رہے کہ کوئی ایسی بیماری اس میں سرایت تو نہیں کر گئی جس کو قرآن نے منافقین کی علامت کے طور پر بیان کیا ہو۔

سوچیے! کہیں جہاد و قتال اور مجاہدین کا تذکرہ سن کر ایسی ہی حالت تو نہیں ہو جاتی؟

سید حسنین نوری

قومی علماء ومشائخ کانفرنس یا سرکاری ترجمان

حکومتی سرپرستی میں منعقد ہونے والی "قومی علماء و مشائخ کانفرنس" میں شریک اکثر مذہبی شخصیات کی گفتگو سن کر یوں محسوس ہوا جیسے یہ سب علماء نہیں بلکہ اقتدار کے ترجمان ہوں۔ سبھی لوگ مدح، قصیدے، دعائیں اور حکومتی کارکردگی کے گُن گاتے نظر آئے... گویا تعلیماتِ نبوی کے وارث نہیں، سرکاری ترجمان ہوں۔

یہ منظر نیا نہیں، مگر ہر بار اتنا ہی شرمناک ضرور ہوتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ علماء کا اصل امتحان اقتدار کے ایوانوں میں نہیں، اقتدار کے سامنے کھڑے ہو کر ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا واضح فرمان ہے کہ:

"ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا سب سے افضل جہاد ہے"

مگر ہمارے سامنے اس وقت یہ سوال ہے کہ ہمارے ہاں آج یہ جہاد کون کر رہا ہے؟

نبی کریم ﷺ کے بعد صحابہؓ نے اقتدار کی قربت کو اعزاز نہیں سمجھا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جب حکمرانوں کی سہل پسندی پر سوال اٹھایا تو انہیں مدینہ سے نکال دیا گیا۔ نہ انہوں نے الفاظ بدلے، نہ لہجہ نرم کیا۔ یہی فرق ہوتا ہے صحابی اور درباری خطیب میں۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت سعید بن زید اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فتنۂ اقتدار میں شامل ہونے کے بجائے خاموشی، تقویٰ اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کو ترجیح دی۔

تابعین کے دور میں حجاج بن یوسف جیسے جابر حکمران تھے، مگر امام سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے علماء بھی تھے، جنہوں نے سچ کہا اور سر کٹوا دیا، ضمیر نہیں بیچا۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے دربار کے حق میں فتوے نہیں لکھے بلکہ ظلم کو ظلم کہا۔

پھر محدثین اور فقہاء کا دور آیا۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ حاکم وقت کے ظلم کا نشانہ بنے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بنانے کی پیشکش ہوئی، انکار کیا، کوڑے کھائے، قید کاٹی اور جان دے دی، مگر حق بات کہنے سے پیچھے نہیں ہٹے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو سرِ عام کوڑے مارے گئے کیونکہ ان کا فتویٰ حکمرانوں کے مفاد کے خلاف تھا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو خلقِ قرآن کے مسئلے پر بدترین تشدد کا سامنا کرنا پڑا، مگر ریاستی بیانیہ قبول نہ کیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی درباری سازشوں کا شکار رہے۔

یہ تھے علماءِ حق۔۔۔ جن کے قول و فعل اقتدار کا ملازم نہیں تھا۔

مگر سچ یہ بھی ہے کہ ہر دور میں ایک دوسرا طبقہ بھی موجود رہا ہے۔ یعنی وہ علماء جو ہر طاقتور کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو ظلم کو "مصلحت"، جبر کو "استحکام" اور آمریت کو "اطاعتِ امیر" کا نام دیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہر حکومت میں "اسلامی خدمت" کے سرٹیفکیٹ بانٹتے ہیں، مگر حق پر لگنے

والے زخموں پر خاموش رہتے ہیں۔

ہم سوال کرتے ہیں کہ علماء و مشائخ کانفرنس میں موجود ان درباری علماء نے کیا غربت، ظلم و زیادتی، مہنگائی کے خلاف بھی اپنی زبان کو جنبش دی؟

کیا اہلِ منبر کو مظلوم کے ساتھ ہونا چاہیے یا ظلم کے ساتھ؟

کیا عالم کا کام حق بیان کرنا ہے یا حکمرانوں کی تعریف کرنا؟

آج تاریخ کی کھلی کتاب ہمارے سامنے ہے۔ لوگوں کو درباری علماء کے نام یاد نہیں... مگر قید خانے آج بھی امام ابو حنیفہؒ کو جانتے ہیں۔ کوڑے آج بھی امام مالکؒ کو یاد رکھتے ہیں۔ اور کربلا آج بھی بتاتی ہے کہ حق کی قیمت کیا ہوتی ہے۔ درباری علماء ہمیشہ زیادہ رہے، مگر تاریخ میں محض ایک سطر بن کر رہ گئے۔ اگرچہ علماءِ حق ہمیشہ کم رہے، مگر ہمیشہ سرخرو رہے۔

آج بھی فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے امام ابو حنیفہؒ و حنبلؒ کی طرح حق پر کھڑے ہو کر تاریخ میں امر ہو جانا، یا دربار کی کرسی کے پیچھے لگ کر تاریخ کر کوڑادان کی نذر ہو جانا...

سلسلۂ قران اور جہاد

قران کریم میں دو قسم کی سورتیں ہیں۔ مدنی اور مکی، مدنی سورتوں میں کل 558 آیات ایسی ہیں جن میں جہاد کو صراحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ بعض مستقل سورتیں جیسے سورۃ الفتح، سورۃ الانفال، سورۃ الممتحنہ، سورۃ التوبہ، سورۃ محمد، سورۃ منافقون وغیرہ جہاد کے بارے میں اتری ہیں اور 31 مدنی آیات ایسی ہیں جن میں جہاد کا ذکر اشارتاً ملتا ہے۔ مکی صورتوں میں 93 آیات کے اندر اشارتاً جہاد کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جبکہ حضرت احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے تو 193 مدنی آیتوں سے جہاد کا ذکر اشارتاً ثابت کیا ہے۔ مدنی سورتوں میں سے سورۃ بقرہ کے اندر 35 آیات ایسی ہیں جن میں جہاد فی سبیل اللہ کے مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ پہلی آیت 109 ہے، جس کا حاصل مقصود یہ ہے کہ جہاد امر اللہ (اللہ کا حکم) ہے اور اس میں باطل کا توڑ ہے اور آیت میں پانچ امور کا ذکر ہے بطور توصیہ۔ (آخر فتح الجواد)

جمع وترتیب: عثمان قریشی

سال 2025ء میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں پر مشتمل جامع رپورٹ

سال 2025ء (1446 – 1447ھ) کے دوران تحریک طالبان پاکستان کی جانب سے مجموعی طور پر 3573 حملے ریکارڈ کیے گئے، جو نہ صرف تعداد کے لحاظ سے غیر معمولی ہیں بلکہ ان کا جغرافیائی پھیلاؤ، نوعیت اور اثرات بھی غیر معمولی رہے۔

سال کا آغاز جنوری میں 119 حملوں سے ہوا اور فروری میں یہ تعداد 147 رہی۔ مارچ میں اچانک اضافہ دیکھنے میں آیا جہاں 260 حملے ریکارڈ کیے گئے، جبکہ اپریل میں تعداد 216 رہی۔ مئی میں 327 جون میں 307، جولائی میں 360 اور اگست 2025ء سب سے زیادہ خونریز مہینہ ثابت ہوا جہاں 556 حملے ریکارڈ کیے گئے۔ اس کے بعد ستمبر میں 359، اکتوبر میں 349، نومبر میں 302 اور دسمبر میں 271 حملے ہوئے۔

اگر ولایتوں کے اعتبار سے اعداد و شمار کو دیکھا جائے تو

جنوبی وزیرستان میں سب سے زیادہ 819 حملے ریکارڈ ہوئے، اس کے بعد شمالی وزیرستان 588 اور خیبر 381 نمایاں رہے۔

دیگر ولایتوں میں باجوڑ 293، چترال 244، ٹانک 242، بنوں 199 اور ڈی آئی خان 198 شامل ہیں۔ لکی مروت 117، کُرم 105، مہمند 56، لوئر دیر 54، پشاور 53 اور کزئی 38، جنوبی پنجاب 36، کرک 18، مکران 14، اپر دیر 13، سوات 12 اور پشین 12 شامل ہیں۔

اسی طرح کراچی، صوابی اور کوہاٹ میں 10، 10، 10 حملے، مردان 9، ملاکنڈ 8، شانگلہ 7، گلگت بلتستان 6، کوئٹہ 5، ژوب 4 اور قلعہ سیف اللہ، قلات اور بونیر میں 3، 3، 3 واقعات رپورٹ ہوئے۔

مزید بر آں ہزارہ ریجن، شمالی پنجاب اور ضلع نوشہرو فیروز میں 1، 1، 1 کارروائی ریکارڈ ہونا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ کارروائیوں کا دائرہ ملک کے تقریباً ہر خطے تک پھیل چکا تھا۔

نوعیت کے اعتبار سے سب سے زیادہ اسنائپر اور لیزر حملے 1280 کیے گئے، جو مجموعی کارروائیوں کا سب سے بڑا حصہ بنتے ہیں۔

اس کے بعد گوریلا حملے 950، گھات حملے 336 اور گرنیڈ و بم دھماکے 301 شامل ہیں۔

سال بھر میں 260 تعارضی حملے، 174 ٹارگٹڈ حملے اور 157 جوابی حملے بھی رپورٹ ہوئے، جبکہ 110 میزائل حملے اور 5 استشہادی حملے سامنے آئے۔

اعداد و شمار کے مطابق دشمن کی جانب سے مجموعی طور پر 3481 ہلاکتیں اور 3818 زخمی رپورٹ ہوئے، یوں کل 7299 سیکیورٹی اہلکار اور ان کے معانین ہلاک یا زخمی ہوئے۔

اس دوران سیکیورٹی اہلکاروں کی 196 گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں، جو مختلف آپریشنز کے دوران کی گئیں۔

نقصان اٹھانے والے اداروں میں سب سے زیادہ فوج اور ایس

ایس جی رہے جن کے 3867 اہلکار نشانہ بنے۔

اس کے بعد فرنٹیئر کور1899، پولیس اور سی ٹی ڈی1405 جبکہ خفیہ ادارے اور امن کمیٹیاں 201 بھی نشانے پر رہیں۔

اعداد کے مطابق 607 ڈرون اور سی سی ٹی وی کیمرے، 457 گاڑیاں، ٹینکس اور موٹر سائیکلیں، 92 پانی و توانائی سسٹمز اور 83 فوجی تعمیرات کو نشانہ بنایا گیا۔

اسی طرح 29 انٹرنیٹ و ڈش سسٹمز، 14 مختلف اسلحے، 3 راشن ڈپو اور 2 اسلحہ ڈپو بھی تباہ یا نقصان کا شکار ہوئے۔

کارروائیوں کے دوران دشمن سے بڑی مقدار میں عسکری سامان برآمد ہوا۔

اس میں 204 مختلف بندوقیں، 107 مارٹر اور راکٹ گولے، 25 مختلف گاڑیاں، 14 پستول، 12 وائرلیس سیٹ اور موبائل فون، 10 ڈرونز، 9 نائٹ ویژن یا دوربینیں، 7 موٹر سائیکلیں اور 6 ایل ایم جی / ایم جی ون / پیکا شامل ہیں۔

اس کے علاوہ ہزاروں گولیاں، درجنوں گرنیڈز، میگزینز اور دیگر عسکری ساز و سامان بھی تحویل میں لیا گیا۔

یہ اعداد و شمار واضح کرتے ہیں کہ سال 2025ء میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیاں نہ صرف تعداد کے لحاظ سے زیادہ رہیں بلکہ ان کا دائرہ، نوعیت اور اثرات بھی غیر معمولی تھے۔

میرے پیارے بھائی!

خون میں نہائے بخارا کی کہانیاں، زخمی فلسطین کے قصے، جلتے عدن کی خبریں اور قیدی مجاہدین کی التجائیں۔ درد والم میں ڈوبے اندلس کے تذکرے، ہمارے لیے بہت بڑی عبرت ہیں۔ کیا ہم وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے پہلے عبرت پکڑ لیں گے؟ یا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے وقت گزرنے کا انتظار کرتے رہیں گے۔ وقت کو تو گزر جانا ہوتا ہے، وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔

لیکن ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہمیں آگے بڑھ کر وقت کی لگام تھامنے کی جرات کرنی ہے یا ذلتوں کے گڑھے میں ڈوبے زمین میں آوارہ گردی کرنی ہے۔ اور جہاد کی عظیم الشان تحریک کے باوجود اپنی تمام نالائقیوں اور بدنصیبیوں کے ساتھ تاریخ کے اوراق میں اسی طرح ضائع ہو جانا ہے، جس طرح پہلی قومیں تاریخ کے کباڑ خانے میں گم ہو گئیں۔

شیخ عبد اللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ

UMAR MEDIA

سال 2025ء (1446-1447ھ) میں تحریک طالبان پاکستان کی کاروائیوں کی تفصیلی رپورٹ

کُل کاروائیاں 3573

ماہ بہ ماہ

مہینہ	کاروائیاں
جنوری	119
فروری	147
مارچ	260
اپریل	216
مئی	327
جون	307
جولائی	360
اگست	556
ستمبر	359
اکتوبر	349
نومبر	302
دسمبر	271

دشمن کا جانی نقصان

کل ہلاک و زخمی	ہلاکتیں	زخمی	گرفتاریاں
7299	3481	3818	196

نقصان اٹھانے والے ادارے

فوج	ایف سی	پولیس	خفیہ و امن کمیٹی
3867	1899	1405	201

FRONTIER CORPS

نوعیت عملیات

اسنائپر، لیزر حملے	1280
گوریلہ حملے	950
گھات حملے	336
گرنیڈ بم دھماکے	301
تعارضی حملے	260
ٹارگٹڈ حملے	174
جوابی حملے	157
میزائل حملے	110
استشہادی حملے	05

تباہی

ڈرون، سی سی ٹی وی کیمرے	607
فوجی گاڑیاں، ٹینکس، موٹر سائیکلیں	457
پانی و توانائی سسٹمز	92
فوجی تعمیرات	83
کمیونیکیشن سسٹمز	29
متفرق اسلحے	14
راشن ڈپو	03
اسلحہ ڈپو	02

جائے عملیات

سندھ
ولایت کراچی 10
ضلع نوشہرو فیروز 01

پنجاب
ولایت جنوبی پنجاب 36
ولایت شمالی پنجاب 01

بلوچستان
ولایت مکران 14
ولایت پشین 12
ولایت کوئٹہ 05
ولایت ژوب 04
ولایت قلعہ سیف اللہ 03
ولایت قلات 03

خیبر پختونخوا
ولایت چترال 244
ولایت ٹانک 242
ولایت بنوں 199
ولایت ڈی آئی خان 198
ولایت لکی مروت 117
ولایت لوئر دیر 54
ولایت پشاور 53
ولایت کرک 18
ولایت اپر دیر 13
ولایت سوات 12
ولایت صوابی 10
ولایت کوہاٹ 10
ولایت مردان 09
ولایت ملاکنڈ 08
ولایت شانگلہ 07
ولایت بونیر 03
ولایت ہزارہ 01

قبائل
ولایت جنوبی وزیرستان 819
ولایت شمالی وزیرستان 588
ولایت خیبر 381
ولایت باجوڑ 293
ولایت کرم 105
ولایت مہمند 56
ولایت اورکزئی 38
ولایت گلگت بلتستان 06

دشمن سے حاصل شدہ سامان

بندوقیں 204
گاڑیاں 25
پستول 14
وائرلیس/فون 12
موٹر سائیکل 07
راکٹ لانچر/مارٹر 107
مختلف دوربینیں 09
ڈرونز 10
مختلف مشین گنز 06
ہزاروں گولیاں، درجنوں میگزینز اور دیگر عسکری سازوسامان

تحریک طالبان پاکستان
HTTPS://UMNEWS.NET

جمع وترتیب: نوید الحسن یوسفزئی

سالانہ کارکردگی رپورٹ عمر میڈیا 2025ء

عمر میڈیا تحریک طالبان پاکستان کے اہم ترین شعبوں میں سے ایک ہے، جو شب و روز اہلیان پاکستان تک محاذوں کی خبریں، جہادی کارروائیوں اور اسفار پر مبنی ویڈیوز، اردو و پشتو آڈیو ترانے، ریڈیو پروگرامز، مجلات، مظالم اور سیاست کی بدلتی صورتحال پر مبنی مواد پہنچاتا ہے۔ سال 2025ء میں عمر میڈیا کی کارکردگی الحمدللہ پہلے سے بھی زیادہ، مؤثر اور دشمنان دین و وطن کیلئے دردِ سر بنی رہی، جس کا اعتراف وہ باقاعدہ کانفرنس و دیگر بیانات میں بھی کرتے رہے۔

اعلامی کمیشن:

تحریک طالبان پاکستان کے اعلامی کمیشن نے سال 2025ء کے دوران ایک سو پندرہ 115 اعلامیے جاری کیے۔ یہ اعلامیے ملک اور بیرون ملک اہم واقعات، تعزیتی پیغامات، تردیدی و تصدیقی بیانات پر مشتمل تھے۔ ان اعلامیوں کے ذریعے مجاہدین اور قوم کے درمیان قربتیں بڑھانے کی بھرپور کوشش کی گئی، جس کے مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

ویڈیو سٹوڈیو:

سال 2025ء کے دوران عمر میڈیا کی جانب سے مختلف موضوعات پر 115 سے زائد ویڈیوز نشر کی گئیں، جس کا ایک تہائی حصہ جنگی اور باقی دو تہائی حصہ دیگر موضوعات جیسے کرنٹ افیئرز، شعبہ یتامیٰ، دعوتی بیانات اور ریاستی مظالم پر مبنی تھا۔

آڈیو سٹوڈیو:

اسی عرصے میں عمر میڈیا نے آڈیو ترانوں کے 14 البمز بھی جاری کیے، جن میں پشتو، اردو اور بلوچی کی خوبصورت نظمیں شامل تھیں۔

شعبہ مجلات:

سال 2025ء میں 17 مجلات شائع کئے جس میں پانچ مجلہ طالبان، چار مجلہ صدائے طالبان پشتو، تین مجلہ طالبان فارسی، چار مجلہ بنات خدیجۃ الکبریٰ اور ایک خصوصی شمار شامل ہے۔ ان مجلات میں تحقیقی مضامین، حالاتِ حاضرہ پر تجزیے، اسلامی و جہادی موضوعات اور فکری تحریریں شامل رہیں، جنہوں نے قارئین میں شعور، آگاہی اور مثبت سوچ کو فروغ دیا اور اسے خوب پذیرائی ملی۔

ایف ایم:

شعبہ ایف ایم کے سلسلے میں عمر ریڈیو نے باوجود مادی مشکلات کے شب و روز محنت کی اور روزمرہ کے پروگرامات کا سلسلہ جاری رکھا۔ صبح کے پروگرام میں تدریسی پروگرام، لفظی ترجمہ قرآن، درس حدیث، فقہ اور صرف نحو، جبکہ شام کے پروگرام میں تفصیلی درس قرآن، سیرت النبی ﷺ، تعلیم الجہاد، سلسلہ سوالات و جوابات، جہادی یادیں، کارروائیوں کی رپورٹس، انٹرویوز، معسکر پروگرام، پیغامات اور نظمیں نشر کی جاتی ہیں۔

یاد رہے کہ یہ رسمی چینلز پر جاری کیے گئے مواد کے اعداد و شمار ہیں۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا ٹیم نے غیر رسمی پلیٹ فارمز پر

جو مواد شائع کیا، اس میں 100 سے زائد ویڈیوز، 20 تک آڈیو ترانوں کے البمز، ویڈیوز، تصویری البمز و دیگر مواد شامل ہے۔

عمر میڈیا کی ٹیم اس عزم کا اعادہ کرتی ہے کہ وہ آئندہ سال پہلے سے زیادہ بہتر اور معیاری کارکردگی دکھائے گی اور بھرپور کوشش کرے گی کہ وہ مجاہدین کی حوصلہ افزائی اور دشمن کے پراپیگنڈوں کا مقابلہ کرے اور میدان دعوت کو ایسا ہی تر و تازہ رکھے۔ ان شاءاللہ العزیز سال 2026ء کے دوران عمر میڈیا کے ناظرین و قارئین کو پہلے سے زیادہ اچھا مواد پڑھنے اور دیکھنے کو ملے گا۔

اسیری

ہے اسیری اعتبار افزا اگر ہو فطرت بلند
قطرۂ نیساں ہے زنداں صدف سے ارجمند
مشکِ اذفر چیز کیا ہے؟ ایک لہو کی بوند ہے
مشک بن جاتی ہے ہو کر نافۂ آہو میں بند
ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت، مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام و قفس سے بہرہ مند
شہپرِ زاغ و زغن در بندِ قید و صید نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز و شاہیں کردہ اند

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، بانگ درا)

تشریح: اگر فطرت بلند ہو تو اسیری اور نظر بندی انسانی وقار میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔ اس کی مثال وہ بارش کے ایک معمولی قطرے سے دیتے ہیں جو سیپی میں بند ہو کر ایک نایاب موتی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اقبالؒ مشک کے حوالے سے ایک دوسری مثال بھی پیش کرتے ہیں کہ خالص مشک خون کا ایک قطرہ ہی تو ہے جو ہرن کی ناف میں منجمد ہو کر خالص مشک کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور نایاب شے بن جاتا ہے۔

لیکن قدرت اس انداز میں ہر کسی کی تربیت نہیں کرتی۔ دنیا میں کم ہی ایسے پرندے ہیں جنہیں جال اور پنجرے میں رکھا جاتا ہے۔

کوے اور چیل کے بڑے پر پنجرے میں بند کرنے اور شکار کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ یہ خوش بختی تو شہباز اور شاہین جیسے پرندوں کے لیے لکھی گئی ہے۔

تیراہ اور غزہ: دو زخم، ایک جسم

کہیں تیراہ ہے
کہیں غزہ—
اور درمیان میں
انسانیت کی وہ رگ
جس سے مسلسل خون رس رہا ہے۔

یہ دو زمینیں
ایک دوسرے کو نہیں جانتیں،
مگر درد نے
ان کا تعارف کروا دیا ہے۔

غزہ میں جب آسمان بولتا ہے
تو زمین لاشیں اوڑھ لیتی ہے،
تیراہ میں جب حکم بولتا ہے
تو پہاڑ
بمباری سے لرز اٹھتے ہیں

غزہ کی رات
بموں کی آنکھ سے جاگتی ہے،
تیراہ کی رات
انخلا کے خواب سے چونک جاتی ہے۔

غزہ میں
دیواریں گرنے سے پہلے
سانس لینا چھوڑ دیتی ہیں،
تیراہ میں
دیواریں کھڑی رہتی ہیں
مگر دل
خالی ہو جاتے ہیں۔

غزہ کی ماں
ملبے سے بچے نکالتی ہے،
تیراہ کی ماں
یادوں سے گھر سمیٹتی ہے۔
دونوں کے ہاتھ
کانپتے ہیں،
دونوں کی آنکھیں
سوال بن جاتی ہیں۔

خاموش درویش